جلد نمبر ۶

جنوری تا مارچ ۲۰۱۵ء

شمارہ نمبر ۱

اللہ ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جو اس کی نصرت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں

زکوٰۃ انڈیا

زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا کا مجلہ

فرمان الٰہی

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امانتیں ان کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہوں (۵۸:۴)

ارشاد رسالتؐ

بھوکے کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت کرو اور قیدیوں کو چھڑاؤ (بخاری، جلد سوم)

مردم شماری ۲۰۱۱ اور تازہ میونسپل حد بندی

ہم مسلمانان ہند میں سے جو خوب پڑھے لکھے لوگ ہیں انھیں چاہئے کہ آئین کے باب IX اور IXA کا اچھی طرح مطالعہ کر لیں جس میں ملک میں پنچایتوں اور میونسپل انتظامیہ سے متعلق بنیادی اصول درج ہیں۔ ساتھ ہی ہر صوبہ میں میونسپلٹی اور پنچایت کے الگ قوانین بھی ہیں۔ اپنے صوبہ کے اس قانون پر بھی نظر ڈالنا ضروری ہے۔ ان آرٹکلس اور قوانین میں تفصیل بیان کی گئی ہے کہ گاؤں کی سطح پر اور درمیانی و ضلع سطح پر پنچایتوں اور شہری علاقوں میں میونسپل بورڈوں کا قیام، وارڈوں کی نشاندہی اور ان کی حد بندی اور ان کے الیکشن کا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے۔ ہر صوبہ کے ہر ضلع، ہر وارڈ، ہر گاؤں میں پڑھے لکھے لوگوں کے علم میں یہ سب ہونا چاہئے جس سے ان کو اپنے حقوق پہچاننے میں اور ان کی استواری میں مدد ملے گی۔ دراصل اس ضمن میں انتظامی اختیارات صوبائی حکومت اور ضلع مجسٹریٹ کے ہوتے ہیں جو ضلع کا الیکشن افسر بھی ہوتا ہے۔ جب آپ یہ معلومات حاصل کر لیں گے اور اپنے آئینی حقوق پہچاننے لگیں گے تو آپ کے سامنے یہ عقدہ بھی کھلنے لگے گا کہ آپ کی کس کس طرح سے حق تلفی ہو رہی ہے۔ پھر آپ کی سمجھ میں یہ بھی آنے لگے گا کہ ان گڑبڑیوں کو دور کروانے کے لئے کیا میکانزم ہے اور صورت حال بدلنے کے لئے آپ کس طرح کوشش کر سکتے ہیں۔ پھر حق اطلاع قانون کے تحت معلومات حاصل کرنے پر آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح سے جگہ جگہ آپ کی آبادی کو حصوں میں بانٹ کر مختلف وارڈوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے جوڑ دیا گیا ہے یا پھر آپ کے وارڈ کو شیڈیولڈ کاسٹ کے لئے ریزرو کر دیا گیا ہے تاکہ آپ کی سیاسی اہمیت ختم کر دی جائے۔ اس طرح جلد آپ کے پاس اعداد و شمار ہوں گے جن کی بنیاد پر آپ میونسپل وارڈوں کی مسلم کش حد بندی پر سوال اٹھا سکتے ہیں جن کا جواب دینا ضلع مجسٹریٹ اور صوبائی حکومت کے لئے مشکل ہو جائے گا اور انھیں مرض کے علاج کے لئے تدبیر کرنی ہی ہو گی۔ یقین مانیں کہ آپ کی یہ توجہ اور تھوڑی تگ و دو ملت کو اس کے حقوق واپس دلانے کے لئے بہت معاون ہوگی۔

> **ہمارے ملک کے شہری علاقوں میں 3,255 میونسپل بورڈ ہیں، زیادہ بڑے شہروں میں 194 میونسپل کارپوریشن ہیں، چھوٹے شہروں میں میونسپل کمیٹی، ٹائون ایریا کمیٹی یا نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ 6,38,588 گائوں ہیں جس میں سے ہر ایک میں پنچایت ہے۔ لہٰذا ہمیں اگر اپنے حقوق سے آگاہی ہو جائے اور ان کی بازیابی کے لئے ہم سرگرم عمل ہو جائیں تو ہم اپنے چمنستان کی ہئیت بدل سکتے ہیں۔**

ہمارے ملک کے شہری علاقوں میں 3,255 میونسپل بورڈ ہیں، زیادہ بڑے شہروں میں 194 میونسپل کارپوریشن ہیں، چھوٹے شہروں میں میونسپل کمیٹی، ٹاؤن ایریا کمیٹی یا نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ 6,38,588 گاؤں ہیں جس میں سے ہر ایک میں پنچایت ہے۔ لہٰذا ہمیں اگر اپنے حقوق سے آگاہی ہو جائے اور ان کی بازیابی کے لئے ہم سرگرم عمل ہو جائیں تو ہم اپنے چمنستان کی ہئیت بدل سکتے ہیں۔ بس ہمیں اپنی بینائی، دانائی اور توانائی سے کام لینا ہے۔ زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا کے تحت حد بندی (Delimitation) کا محکمہ سرگرم ہے، ہم لوگوں نے کچھ کاروائی کی ہے جس کے نتیجہ میں کامیابی ملنا شروع ہوئی ہے۔ مہاراشٹر کے جلگاؤں میں ہمارے نمائندے کے ذریعہ مقامی اکابرین کے توسط سے وارڈوں کی حد بندی تبدیل کروا دی گئی جس کی وجہ سے اب وہاں 4 کے بجائے 6 مسلم اکثریت والے وارڈ ہو گئے۔ اُدھر الکشن کمیشن نے نوٹیفائی کیا تھا کہ یو پی کے سہارنپور (مسلم آبادی 45%) کو شیڈیولڈ کاسٹ کے لئے ریزرو کیا جائے گا۔ زیڈ ایف آئی

بقیہ صفحہ ۳ پر

شعرِ حکمت

تنِ بے روح سے بیزار ہے حق
خدائے زندہ زندوں کا خدا ہے

علّامہ اقبالؒ

زکوٰۃ فاؤٹ C آف اٹ ی* کا مجلّہ

زکوٰۃ انڈیا

ZakatIndia

Periodical Bulletin of Zakat Foundation of India

جلد نمبر ۶ — جنوری تا مارچ ۲۰۱۵ء — شمارہ نمبر ۱

CHIEF EDITOR	چیف ایڈیٹر
Dr. Syed Zafar Mahmood	ڈاکٹر سید ظفر محمود
ADVISORY COUNCIL	مجلس مشاورت
Mufti Fuzail-ur-Rahman Usmani	مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی
Maulana Abu-Talib Rahmani	مولانا ابوطالب رحمانی
S.M. Shakil	ایس ایم شکیل
Asrar Ahmed	اسرار احمد
Anisur Rahman	انیس الرحمٰن
Qayamuddin	قیام الدین
Irfan Baig	عرفان بیگ
Mumtaz Najmi	ممتاز نجمی
Mufti Dr. M.Adil Jamal	مفتی ڈاکٹر عادل جمال
Kamal Akhtar	کمال اختر
Shamimuddin	شمیم الدین
Shabahat Hussain	شباہت حسین
EDITOR	ایڈیٹر
Adeel Akhtar	عدیل اختر

Address for Correspondence

ZakatIndia

A-11, Khajoori Road, Jogabai Extension
Batla House, Jamia Nagar
New Delhi - 110025, PH. 011-26982781
E-mail : info@zakatindia.org
Website : www.zakatindia.org
Mobile : 09810140615

اداریہ

اجتماعی غور و فکر کی ضرورت

ہندستان میں اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اپنے مستقبل کے بارے میں ذرا سنجیدگی سے سوچیں۔ کیوں کہ ملک میں اکثریتی فرقہ کی نمائندگی کا دعویٰ کرنے والی تنظیمیں، ادارے اور افراد اپنے جن اجتماعی عزائم کا واضح طور پر اظہار کر رہے ہیں اور انہیں بروئے کار لانے میں بھی بغیر کسی خاص مزاحمت کے کامیاب ہوتے جارہے ہیں وہ یقینی طور پر ایک تاریک اور خطرناک مستقبل کا پیش خیمہ ہیں۔

سیاسی اتار چڑھاؤ اور قانون و دستور کے التزام کے سہارے بہتر مستقبل کی امید کرنا ملت کی اجتماعی فراست کے مطابق نہیں ہے۔ تقسیم اور آزادی ہند سے پہلے تحریک آزادی کے آخری مرحلے میں ہندو مسلم تعلقات کے حوالہ سے جو سوال درپیش تھے، وہ آج پھر اسی شدت و کیفیت کے ساتھ منھ کھولے کھڑے ہیں۔ ان سوالوں اور مسائل کو منقسم ہندستان میں ایک سیکولر، جمھوری دستور کی شکل میں حل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اور مسلمانوں نے اس حل پر اتفاق کرلیا تھا۔ آج بھی مسلمان اس دستور پر راضی اور مطمئن ہیں۔ مسلمانوں کے اجتماعی ضمیر کی نمائندگی کرنے والوں میں وہ گروہ بھی جو کسی قومی کشاکش کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک خالص نظریاتی، فکری و فلسفیانہ بنیاد پر اس بات کا داعی ہے کہ قانون سازی کا حق صرف خالق انسان اللہ رب العالمین کو ہی ہے، اس نے بھی اسے قومی کشاکش کا سبب بننے سے روکنے کے لئے باضابطہ ملک کے سیکولر جمھوری ڈھانچہ کو تسلیم کرلیا ہے۔ لیکن اکثریتی فرقہ کی نمائندگی کے دعوے دار گروہ اس سیکولر جمھوری ڈھانچہ پر راضی نہیں ہیں اور اسے ایک 'ہندو راشٹر' بنانے کے عزم پر کاربند ہیں۔

اس مجوزہ 'ہندو راشٹر' کی تکمیل یا اس کے لئے جاری کوششوں سے بلاشبہ صرف مسلمان ہی متاثر نہیں ہوں گے بلکہ ملک کی آبادی کا ایک بڑا طبقہ اس جارحیت کا نشانہ بنے گا (جیسا کہ بن رہا ہے) اور عزت و خودی کے ساتھ جینے کی آزادی کھودے گا۔ خود ہندو کہی جانے والی وہ کثیر آبادی، جسے 'نچلی ذات' کہا جاتا ہے، پھر نام نہاد 'اعلیٰ ذات' کے پیروں تلے روندی جائے گی کیوں کہ ہندو راشٹر سے موسوم کئے جانے والے مذہبی، ثقافتی اور سماجی ڈھانچہ کی بنیاد ہی وہ 'ورن ویوستھا' ہے جس کے بغیر 'ہندو راشٹر' کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ لیکن مستقبل کے ان یقینی مظلوموں کو محض ہندو ہونے کے جوش میں ابھی اس کا شعور نہیں ہے۔ دیگر چھوٹے موٹے فرقے بھی ابھی اس امکانی غلامی کا شعور نہیں رکھتے ہیں کیوں کہ وہ بھی معاشرتی لحاظ سے ہندو ثقافت کا ہی ایک حصہ ہیں۔

لہٰذا اصل خطرہ اور سوال مسلمانوں کے لئے ہی ہے۔ مسلمانوں کی قیادت کی دعوے دار جماعتوں اور تنظیموں کو بلا تاخیر مستقبل کے خطرات اور امکانات کا جائزہ لے کر ایک اجتماعی سیاسی لائحہ عمل پر اتفاق کرنے کی ضرورت ہے۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی اور ملی دائرے سے باہر روزگار میں منہمک مسلمانوں کی نوجوان نسل جسے اپنے مسلمان ہونے کا تو بخوبی احساس ہے لیکن ملی شعور اسے حاصل نہیں ہے، وہ اس بدلتے ہوئے ہندستان پر حیران و ششدر ہے اور مستقبل کی طرف سے سخت تشویش میں مبتلا ہے۔ ملی قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں ہندستان میں مسلمانوں کے ماضی حال اور مستقبل کا شعور دینے کے لئے اپنی اپنی خانقاہوں سے باہر نکلے۔

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ
(اقبال)

صفحہ۔ا کا بقیہ نے دستاویزوں کی بنیاد پر اعتراض داخل کر دیا، سنوائی ہوئی اور ہمیں الحمدللہ کامیابی ملی، سہارنپور کو ریزرو نہیں کیا گیا۔ آپ سب کو اپنے اپنے علاقہ میں چوکنا رہنا ہے، حق اطلاع قانون کے تحت ضروری اطلاع حاصل کیجئے اور تحقیق کے بعد متعلقہ افسر یا حکومت کے سامنے اس معاملہ میں سلسلہ جنبانی کیجئے۔

یہ بھی جان لینا ضروری ہے کہ میونسپل کارپوریشنوں، میونسپل بورڈوں اور پنچایتوں کے پاس صوبائی حکومت کے ذریعہ تفویض شدہ (Delegated) وسیع اور اہم اختیارات ہوتے ہیں جن میں شامل ہیں: صحت عامہ، پانی، صفائی، بیماریوں سے بچنے کے لئے احتیاطی انتظامات، سماجی فلاح و بہبود، سیر وتفریح، انضباطی اعمال (Regulatory functions)، تعمیرات سے متعلق اصول، ناجائز قبضوں کو ہٹانا، پیدائش اور انتقال کا رجسٹریشن و سرٹی فکیٹ جاری کرنا، سڑکوں پر روشنی کا انتظام، آگ سے بچاؤ کے لئے احتیاطی اقدامات، ٹاؤن پلاننگ، بازار کا انتظام، محافظت عامہ (Public safety)، آوارہ جانوروں کی روک تھام، بنیادی ڈھانچہ کا بندوبست جیسے اسکول، سڑکیں، بس اسٹینڈ، ہسپتال، مذبح (Slaughter House)، پارک، کھیل کود کے میدان، باغ، عوامی حمام و بیت الخلا، کوڑے کا انتظام، قبرستان وغیرہ، سماجی زندگی میں ثقافتی و جمالیاتی مواقع (Cultural & aesthetic opportunities) کا بندوبست، اور علاقہ کی چوطرفہ ترقی، فیملی پلاننگ، نوزائدہ بچوں کے لئے ضروری غذا (Nutrition) فراہم کرنا، کچی آبادی والے لوگوں کی رہائشی ترقی وغیرہ۔ اسی طرح گرام پنچایت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ زراعت، باغبانی و نخل بندی کو فروغ دے، بنجر زمین وسبزہ زار کی بالیدگی، ان کے غلط استعمال اور ملکیت کو منتقل کرنے کی نگرانی، مٹی کا تحفظ (Soil conservation)، زمین کا استحکام (Land consolidation)' آبپاشی (Irrigation) کے ذرائع کا انتظام اور پانی کی تقسیم، مویشی و مرغی کی منظم دیکھ ریکھ، ڈیری' ماہی گیری (Fisheries) اور گھریلو صنعت کاری (Cottage industries) کا فروغ، جنگلات کی سماجی ترقی (Social Forestry)، ریشم کے کیڑوں کی پرورش (Sericulture)، رہائشی مکان کے لئے زمین کا الاٹمنٹ، پینے و دیگر استعمال کے پانی کا بندوبست، ایندھن اور بھوسے کا انتظام، سڑک، پل، پلیا کی تعمیر، روشنی کا انتظام، تعلیمی بیداری و اسکول، ہسپتال و ڈسپنسری کا قیام، عبادت گاہوں کی محافظت، تکنیکی و پیشہ ورانہ ٹریننگ، دیہی فنکاری (Rural artisanship) کی رکھوالی، لائبریری و دارالمطالعہ کا قیام، سماجی و ثقافتی پروگرام، تیوہار، کھیل کود، صفائی، بیماری سے بچاؤ، ٹیکے کا انتظام، آوارہ جانوروں کا بندوبست، پیدائش، شادی و موت کا اندراج، فیملی پلاننگ، فلاح اطفال، معمر لوگوں، بیواؤں، دماغی و جسمانی طور پر معذور (Handicapped) لوگوں کی دیکھ ریکھ، سماجی عدل کو یقین بنانا، ضروری اشیا کی تقسیم، عوامی اثاثہ کا رکھ رکھاؤ، ہاٹ و بازار کا انتظام وغیرہ۔

روزمرہ کی انسانی زندگی اور اس کے نشوونما کے اس قدر اہم پہلوؤں کی سرکاری دیکھ بھال ہمارے گاؤوں اور شہری علاقوں میں جن لوگوں کے ذمہ ہو ان کی قطار میں ہمیں اپنی آبادی کی مناسبت سے حصہ داری ملنی ہی چاہئے اور اس حق کو لے لینا ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔ میونسپل وارڈوں کی حدبندی کے لئے اصول بنے ہوئے ہیں۔ ہر میونسپل بورڈ اور کارپوریشن میں اراکین وکارپوریٹرس کی تعداد وقتاً فوقتاً مقرر کی جاتی ہے۔ آئین ہند کے آرٹکل 82و133 کی روح کے مطابق قومی مردم شماری کی ہر دس سالہ رپورٹ شائع ہو جانے کے بعد ہر میونسپل بورڈ و کارپوریشن کے اراکین ووارڈوں کی تعداد اور ان کی حد بندی از سرنو مقرر کی جانی چاہئے۔ لہٰذا مردم شماری 2011 کی بنا پر بڑھی ہوی آبادی کے مدنظر مختلف صوبوں کے شہروں میں وارڈوں اور ممبروں کی تعداد میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ گریٹر ممبئی (Greater Mumbai) میں میونسپل کارپوریٹروں کی تعداد 227 سے بڑھ کر 250 ہونے جا رہی ہے۔ خبر ہے کہ وہاں کچھ وارڈوں کو مخصوص ذاتوں کے لئے ریزرو کیا جا سکتا ہے، اس پر ملت کو عقابی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ حیدرآباد میں میونسپل وارڈوں کی موجودہ تعداد 150 ہے۔ اب یہ تعداد بڑھ کر 172 ہوجانے کی امید ہے۔ یہ نئی حدبندی کس بنیاد پر ہوتی ہے اور وہ کام آئین کے باب IXA کے مطابق ہوتا ہے کہ نہیں اس پر گہری نظر رکھنی چاہئے۔

گجرات کے 8 شہروں میں میونسپل وارڈوں کی نئی حدبندی کا کام مردم شماری 2011 کی بنیاد پر شروع ہو چکا ہے، وہاں ہر وارڈ میں کاؤنسلروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ احمد آباد، وڈوڈرا، راجکوٹ، جام نگر، جوناگڑھ، بھاؤنگر و گاندھی نگر میں سے ہر ایک میں 3 سے 6 تک نئے وارڈ بن سکتے ہیں، وہاں اکتوبر 2015 میں الیکشن ہونے ہیں۔ کیرالا کے کوچی کارپوریشن میں دسمبر 2015 میں الیکشن ہونا ہے، وہاں بھی حدبندی کا کام مکمل ہونے پر ہے۔ اس تعلق سے ملت کو چوکس رہنا ہوگا۔ پنجاب کے ترن تارن میں میونسپل وارڈوں کی نئی حدبندی فی الحال سیاسی جماعتوں کی دست درازی کا شکار ہے۔ مدھیہ پردیش کے جبل پور میونسپل کارپوریشن میں اضافہ شدہ وارڈوں کی تازہ حدبندی ہو کر آرڈر نکل گیا لیکن کچھ سننے میں نہیں آیا کہ ملت چوکنا رہی ہو یا اس نے اپنے حق کی پاسداری کے لئے جستجو کی ہو۔ دو برس قبل تامل ناڈو کے کوئمبتور میونسپل کارپوریشن میں جدید حدبندی کے خلاف کچھ مسلمانوں نے احتجاج کیا تھا، کچھ بات بنی نہیں، صحیح طریقہ یہ ہے کہ بہت پہلے سے چوکسی برتی جائے اور نوٹیفکیشن آتے ہی اس پر تحقیق کر کے دستاویزوں کے ساتھ اپنا اعتراض نامہ وقت سے داخل کیا جائے۔ اپنے آئینی حقوق کو واپس حاصل کرنے کے لئے ہمیں آپ کو اپنے اندر ایک تلاطم پیدا کرنا ہوگا۔ علامہ اقبال نے اسی فکر و عمل کے لئے اپنے فارسی کلام میں کہا تھا کہ اے عقلمند انسان کیا تم جانتے ہو کہ زندہ رہنا کسے کہتے ہیں؟ پھر انھوں نے خود ہی جواب دیا کہ زندہ رہنا کہتے ہیں پروردگار کے اوصاف میں سے اپنا حصہ لے لینے کو:

چیست بودن؟ دانی اومرد نجیب
از جمالِ ذاتِ حق بردن نصیب

عام آدمی حکومت سے مسلمانوں کی امیدیں

ڈاکٹر سید ظفر محمود

دہلی اسمبلی کے 70 انتخابی حلقوں میں سے 26 حلقوں میں مسلمانوں کا فیصد اتنا ہے کہ وہ مل کر انتخاب کے فیصلے کو کسی بھی امیدوار یا پارٹی کے حق میں موڑ سکتے ہیں۔

یہ حلقے اور ان میں مسلمانوں کے فیصد یوں ہیں: سیلم پور 41.68%، مصطفیٰ آباد 37.42%، رہتاس نگر 35.25%، گھونڈا 33.51%، کرشنا نگر 32.13%، شاہدرا 32.12%، مٹیا محل 30.01%، کراول نگر 29.85%، بابر پور 25.01%، بلی ماران 22.35%، چاندنی چوک 22.31%، وشواس نگر 20.51%، تغلق آباد 18.68%، بادلی 16.11%، صدر بازار 15.31%، جنگ پورہ 14.67%، کستوربا نگر 14.11%، مالویہ نگر 14.11%، چھترپور 13.87%، مہرولی 13.82%۔ ان کے علاوہ 6 حلقے شڈیولڈ کاسٹ کے لئے ریزرو ہیں جن میں بھی مسلم آبادی کافی ہے: گوکل پور 28.67%، سیماپوری 17.38%، دیولی 14.41%، امبیڈکر نگر 13.85%، ترلوک پوری 10.15%، کونڈلی 9.91%۔ میڈیا کے مطابق 75-80% مسلمانوں نے فروری 2015 کے دہلی اسمبلی انتخاب میں عام آدمی پارٹی کو ووٹ دیا ہے جس سے حکومت سازی کا حق اسی پارٹی کے حصہ میں گھوم جانے (Swing) میں بہت مدد ملی ہے۔ اگر مسلمان ملک میں دیگر صوبوں میں آئندہ آنے والے انتخابوں میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ یکجائی سے کام لیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان کی سیاسی و انتخابی اہمیت کو کوئی بھی پارٹی کم سمجھے۔

در ایں اثنا قابل غور ہے کہ منگول پوری میں شڈیولڈ کاسٹ بہت زیادہ یعنی 34.16% ہیں اور وہاں مسلمان صرف 6.31% ہیں لیکن یہ سیٹ شڈیولڈ کاسٹ کے لئے ریزرو نہیں ہے۔ اس کے برخلاف سیماپوری جس میں مسلمانوں کی آبادی اس کے تین گنا یعنی 17.38% ہے، شڈیولڈ کاسٹ کے لئے ریزرو ہے اور وہاں شڈیولڈ کاسٹ صرف 28.97% ہی ہیں۔ لٰہذا سچر کمیٹی کی سفارش کے مطابق دہلی کی نئی حکومت کو چاہئے کہ یہ معاملہ ڈیلمٹیشن کمیشن کے حوالے کر دے اس درخواست کے ساتھ کہ منگول پوری کو شڈیولڈ کاسٹ کے لئے ریزرو کیا جائے اور سیما پوری کو ریزرویشن سے آزاد کیا جائے تا کہ وہاں سالہا سال سے چلی آ رہی مسلمانوں کی بے جا حق تلفی ختم ہو۔

آیئے ہم لوگ مل کے دہلی کی نئی حکومت کے سامنے اعلان کریں کہ ہم میں سے کسی کو اپنے ذاتی یا اپنے اہل خانہ کے مفاد کے لئے اس سے کچھ نہیں چاہئے لیکن مسلمانوں کے ملّی حق کی استواری کے لئے ہم مضبوط دیوار کی طرح کھڑے رہیں گے اور مجموعی طور پر ہمیں اپنا پورا حق چاہئے۔ خصوصاً سچر کمیٹی، مشرا کمیشن اور جناب ہرش مندر کی مندرجہ ذیل اہم سفارشوں کا نفاذ ہمیں چاہئے۔ (1) عوام کی ترقی کے نظریہ سے بنائی جانے والی انفرا اسٹرکچر اسکیموں اور ان کے نفاذ میں دیکھا گیا ہے کہ ضلع کے ان حصوں میں پیسہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں اقلیتیں اور غریب طبقات رہتے ہی نہیں ہیں۔ اس لئے دہلی کی نئی سرکار سے ہماری مانگ ہے کہ اب سے انفرا اسٹرکچر اسکیموں اور ان کے نفاذ کے لئے دیہی علاقوں میں گاؤں کو اور شہری علاقوں میں وارڈ کو اکائی بنایا جائے۔ (2) دیگر طبقوں کے مقابلہ میں ملک میں مسلمانوں کی شرح خواندگی کم ہے، یہی حال تعلیمی لیاقت کا ہے۔ اس کی وجہ ہے کہ جب نیچے سے کم نمبروں سے پاس ہوں گے تو انھیں اوپر کے درجوں میں داخلہ ہی نہیں ملتا۔ لٰہذا سچر کمیٹی کی سفارش کے مطابق دہلی کی نئی حکومت کے تحت یونیورسٹیوں و کالجوں میں داخلہ کے لئے صرف 60% تعلیمی اہلیت کو بنیاد مانا جائے اور بقیہ 40% میں امیدوار کا پچھڑا پن ناپا جائے جس میں تین پیمانے شامل ہوں یعنی گھریلو آمدنی، امیدوار کے رہائشی علاقہ کا پچھڑا پن اور اس کا خاندانی پیشہ۔ اس مشترکہ بنیاد پر جو طلبا حق دار نکلیں انھیں داخلہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کو سرکاری امداد تبھی دی جائے جب وہ داخلہ کے لئے اس متبادل لائحہ عمل (Alternative Admission Criteria) کو رائج کر دیں۔ (3) ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں تعصب اور ناحق جانبداری کا خوب رواج ہے، اس کا شکار مسلمان بھی بہت ہوتے ہیں۔ اس طرح کی

شکایتوں کے ازالہ کے لئے سچر کمیٹی کی سفارش کے مطابق دہلی کی نئی حکومت سے ہماری مانگ ہے کہ وہ صوبہ میں مساوی مواقع کمیشن قائم کرے جس کا تفصیلی لائحہ عمل مرکزی حکومت کا مقرر کردہ اکسپرٹ گروپ تقریباً 5 برس قبل پیش کر چکا ہے۔ (4) عوام میں سے یا سرکاری سطح پر جو بھی شخص ،سرکاری افسر یا پرائیوٹ کمپنی وغیرہ اپنے کام کاج میں اس کا خیال رکھیں کہ ان کے روز مرہ کے کام سے جن لوگوں کو استفادہ ہو ان میں ہر مذہب کے لوگ برابر سے شامل رہیں تو ایسے افراد یا کمپنی یا سرکاری افسر کو انعام و اکرام سے نوازا جانا چاہئے۔ مثلاً ٹیکس میں چھوٹ یا لفٹننٹ گورنر یا وزیر اعلیٰ کے ذریعہ تمغہ دیا جانا وغیرہ۔ اس طرح سچر کمیٹی کی سفارش کردہ تنوع پر مبنی مراعات کی اسکیمیں (Incentive Schemes based on Diversity Index) دہلی میں نافذ کردی جائیں۔ اس کی تفصیل بھی مرکزی ماہرین کی کمیٹی 5 برس قبل تجویز کر چکی ہے۔

دہلی میں 10% لوگ مسلمان ہیں اور قرآن کریم میں ربا کی ممانعت ہے جبکہ آج کی دنیا میں اسے سود سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس لئے (5) ضروری ہے کہ مسلمانوں کو غیر سودی مالیات کا متبادل بھی ملے۔ ریزروبینک آف انڈیا کے موجودہ گورنر رگھورام راجن کی قیادت میں سابقہ پلاننگ کمیشن کی کمیٹی نے اس مسئلہ پر اپنی رپورٹ میں ہندوستان میں غیر سودی مالیاتی نظام کا متبادل مہیا کرنے کی سفارش کی تھی۔ اس سفارش کو اصولاً مانتے ہوئے دہلی کی نئی حکومت کو چاہئے کہ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت کو تحریر بھیجے کہ یہ سہولت مسلمانوں کو ملک میں دی جائے۔ شروعات کے طور پر اسلامی مالی سہولت جیسے سکوک بانڈ (Sukuk Bonds کہتے ہیں دہلی حکومت کی طرف سے عوام کو دی جائے ، اس میں کچھ لوگ مشترکہ طور پر کوئی اثاثہ (جس کی شریعت میں ممانعت نہ ہو) خرید لیتے ہیں اور اس کی کارگزاری سے جو آمدنی ہوتی ہے اسے آپس میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ (6) فروری 2015 میں پیش ہونے والے دہلی کے مالی بجٹ میں صلاحیتوں کو فروغ دینے کے پروگرام اور دیگر اقتصادی مواقع سے متعلق مسلمانوں کے لئے حصہ مختص کیا جائے۔ (7) سچر کمیٹی کی سفارش کے مطابق مسلمانوں کے غلبہ والے انتخابی حلقوں کو جنھیں شڈیولڈ کاسٹ کے لئے ریزرو کر دیا گیا ہے، انھیں ریزرویشن سے آزاد کیا جانا ہے۔ ان گڑبڑیوں کو دور کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ کے دفتر میں ایک ڈیلمٹیشن سیل (Delimitation Cell in Chief Minister's office) قائم کیا جائے جسے واضح ہدایات کے ساتھ مقررہ میعاد میں کام مکمل کرنے کا ذمہ سونپا جائے۔ حد بندی سے متعلق دہلی کے ممتاز محققین ،ماہرین و عاملین کو اس سیل سے جوڑا جائے اور وہی سیل اس ضمن میں حد بندی کمیشن سے ضروری خط و کتابت بھی کرے۔

(8) دہلی کی نئی حکومت کو احکامات جاری کرنے ہوں گے کہ (i) ترمیم شدہ وقف قانون کے مطابق وقف جائدادوں کو کرایہ داری کے فی الوقت رائج مارکیٹ ریٹ سے کم شرح پر لیز پر نہ دیا جائے۔ (ii) ریاستی حکومت کی مداخلت کے بغیر صوبائی وقف بورڈ کو لیز آرڈر جاری کرنے کا اختیار ہونا چاہئے۔ (iii) مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے زیر قبضہ وقف جائدادوں کو قبضوں سے آزاد کیا جائے اور ان کا اختیار وقف بورڈ کو دیا جائے۔ اور جتنے برس یہ قبضہ رہا ہے اس مدت کے لئے رائج بازاری شرح پر کرایہ حکومت کی طرف سے وقف بورڈ کو ادا کیا جائے۔ (iv) دہلی میں 123 وقف جائدادوں کی ملکیت فوری طور پر دہلی وقف بورڈ کو لوٹائی جائے اور وقف بورڈ کو ہدایت دی جائے کہ وہ ان کا استعمال ضرورت مندوں کی امداد کے لئے فوراً شروع کردے۔ (v) آل انڈیا سروسز یا سینٹرل سروسز کے کسی سینئر مسلمان افسر کو یا دہلی حکومت کے سینئر ترین مسلمان افسر کو دہلی وقف بورڈ کا سی ای او مقرر کیا جائے اور اسے کوئی بھی اضافی کام ہرگز نہ دیا جائے اور اس کی تعیناتی کی میعاد کم از کم دو برس مقرر کر دی جائے۔ (9) (i) مدارس کے لئے بنائی گئی مرکزی اسکیم (SPQEM) کی تشہیر اردو اور ہندی میں کی جائے۔ (ii) مدارس کے سرٹیفکٹ وڈگریوں کے ساتھ تال میل بٹھانے کے لئے UGC & NIOS کی مدد سے میکانزم قائم کیا جائے۔ (iii) جن کورسوں میں داخلہ کے لئے مقابلہ جاتی امتحان ہوتے ہیں ان میں شمولیت کی اجازت مدارس کے طلبا کو بھی دی جائے۔ (iv) صوبائی سول سروس کے امتحان میں شمولیت کے لئے مدارس سے فارغ طلبا کو تعلیمی طور پر اہل مانا جائے۔ (10) دہلی میں مرکزی اردو ٹیچر اسکیم کے نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔ (11) (i) آندھرا پردیش کی طرز پر اختیارات والے عوامی عہدوں پر مسلمانوں کو نامزد کرنے کے لئے باقاعدہ طریقہ کار وضع کیا جائے۔ (ii) مسلمانوں کے مفاد کے لئے کی جانے والی بنیادی ڈھانچہ کی منصوبہ بندی و دیگر اسکیموں کی تفویض و نگرانی کے امور میں استفادہ طلب مسلم طبقہ کو شامل کیا جائے۔ (iii) مسلمانوں میں سے کچھ افراد کو فیضیاب کرنے کے بجائے پورے مسلم فرقہ کو مجموعی طور سے مستفید کرنے پر توجہ مرکوز کی جائے۔

یہ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ کہہ دیجئے جو ضرورت سے زائد ہو

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ

قُلِ الْعَفْوَ

They ask you what should they spend (in God's cause and for the needy); say: "**Whatever is left over** (after you have spent on your and your dependents' needs)".

(Quran Karim 2.219)

ZakatIndia.org

مال اور معیشت کا زندگی سے بنیادی تعلق ہے۔ زندگی کی گاڑی مال کے ایندھن سے چلتی ہے۔ اس لئے اسلام میں مال (روزی) کمانا ہر فرد پر واجب ہے۔ یہ روزی حلال طریقہ سے کمانا عبادت و ثواب ہے اور ناجائز طریقہ سے کمانا گناہ اور حرام ہے۔ پھر یہ کہ جائز ذرائع سے دولت کمانا ہی ثواب اور عبادت نہیں ہے بلکہ خود جائز امور میں، جن میں زندگی کی تمام اہم ضروریات شامل ہیں، اعتدال کے ساتھ خرچ کرنا بھی عبادت اور ثواب ہے۔ کیوں کہ اللہ کی منشاء نہ تو یہ ہے کہ اس کے صالح بندے دنیا میں فقیر، مفلس، تنگ دست اور روزی کمانے کی مشقت سے آزاد رہیں اور نہ یہ ہے کہ وہ مال کما کما کر اپنی تجوریاں بڑھاتے چلے جائیں اور اسے خرچ نہ کریں۔ بلکہ اللہ کی منشاء یہ ہے کہ لوگ جائز ذرائع سے جتنا مال و دولت بھی کمائیں اسے خرچ کرنے میں من مانی نہ کریں۔ ضروری امور میں حد سے زیادہ خرچ نہ کریں، دکھاوے اور شہرت کے لئے خرچ نہ کریں اور ممنوع، ناپسندیدہ یا ناجائز کاموں میں تو بالکل بھی خرچ نہ کریں۔ جائز اور ضروری امور میں حد سے زیادہ، بے جا اور بے تحاشا خرچ کرنے کو 'اسراف' کہا جاتا ہے اور ممنوع و ناجائز کاموں میں خرچ کرنے کو 'تبذیر' کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ کا فرمان ہے: 'ان اللہ لا یحب المسرفین' (اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔ اور تبذیر کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: 'ان المبذرین کانو اخوان الشیاطین' (تبذیر کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں)۔

چنانچہ مال کے بارے میں اسلام کا تصور یہ ہے کہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے جتنا چاہتا ہے اس فضل سے نوازتا ہے اور یہ کہ مال کا حقیقی مالک اللہ ہے، انسان مال پر صرف تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے مال کو اپنی من مرضی سے خرچ کرنے کا حق دار نہیں ہے۔ بلکہ مالک حقیقی کی طرف سے جو ہدایات دی گئی ہیں ان کے مطابق ہی مال کو استعمال کرسکتا ہے۔

مالک حقیقی کی طرف سے مال رکھنے والے پر پہلی پابندی تو یہ لگائی گئی ہے کہ وہ سال میں ایک بار کل مال میں سے ڈھائی فیصد حصہ نکال کر دیگر ضرورت مندوں کو دے، جن کی تفصیل بھی اس نے بتادی ہے۔ اس لازمی ادائیگی کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ لیکن مال کے مالک حقیقی، اللہ تعالیٰ نے، اس لازمی ادائیگی کے علاوہ اس سے کہیں زیادہ مال اپنے اور اپنے اہل وعیال کے علاوہ دوسروں پر خرچ کرنے کی تلقین کی ہے۔ البتہ اس کی نہ تو حد مقرر کی ہے اور نہ اسے قانونی طور پر لازم کیا ہے بلکہ رضا کارانہ طریقہ سے خرچ کرنے کو کہا گیا ہے۔ یہ رضا کارانہ خرچ کتنا ہو اس کے لئے اللہ نے ایک اصولی بات فرمادی ہے اور اس اصول کو برتنے کا ذمہ انسان کی عقل اور صواب دید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ 'جو ضرورت سے زائد ہو'۔ ضرورت کی حد لوگوں کے لئے ان کے حالات کے اعتبار سے الگ الگ ہوسکتی ہے اور ہر اہل ایمان کو یہ خود ہی سمجھنا ہے کہ اس کی جائز ضروریات کی حد کہاں تک ہے۔ پھر یہ چیز انسان کے جذبہ اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایثار و قربانی کی امنگ پر بھی منحصر ہے۔ اس کی سب سے واضح مثال جنگ تبوک کے موقع پر حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا ایثار ہے۔ حضرت عمرؓ کے نزدیک ان کے کل مال کا نصف حصہ ان کے اپنے لئے ضروری تھا، لیکن حضرت ابوبکرؓ کے لئے صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نام ہی کافی تھا باقی سب 'غیر ضروری' تھا۔

اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے بعد جو باقی بچے اسے اللہ کی رضا کے لئے جن لوگوں پر یا جن کاموں میں خرچ کرنا چاہئے ان کا دائرہ بھی انسان کے اپنے گھر والوں سے ہی شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے قرابت داروں کا حق ہے اور ان قرابت داروں میں جو جتنا قریبی ہے اور آدمی ان کی کفالت کرنے کا قانونی طور سے پابند نہیں ہے ان پر خرچ کرنا چاہئے۔ ان میں اپنے حقیقی بھائی بہن، رشتے دار اور پڑوسی سب سے پہلے آتے ہیں۔ پھر یہ دائرہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔

تو آیئے ہم قل العفو کی اہمیت کو سمجھیں اور آخرت میں اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے دنیا میں اس کے بندوں پر رضا کارانہ خرچ کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔

جو حرف قل العفو میں پوشیدہ ہے اب تک
اس دور میں شاید وہ حقیقت ہو نمودار
(علامہ اقبالؒ)

آیئے مسلم اکثریت والے انتخابی حلقوں کو ناحق ریزرویشن سے آزاد کرائیں

De-reserve Muslim predominant constituencies

मुस्लिम बहुल्य चुनाव क्षेत्रों को आरक्षण से मुक्त किया जाए

مسلمانوں کے اثر والے انتخابی حلقوں کو رزرویشن سے آزاد کیا جائے

ملک میں مسلمانوں کو سیاسی لحاظ سے کمزور بنائے رکھنے کی سازش کے تحت حکومتوں اور افسر شاہی کی ساز باز سے فیصلہ کن مسلم آبادی والے انتخابی حلقوں کو درج فہرست ذاتوں کے لئے ریزرو کردیا گیا ہے۔ یہ ناانصافی اور ظلم طویل عرصہ سے جاری ہے اور اس کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ دوسری طرف درج فہرست ذاتوں میں مسلمانوں کی دلت آبادی کو شامل نہیں کیا جاتا، کیوں کہ مسلمانوں کے خلاف سوچ رکھنے والی اسی گھٹیا ذہنیت کی وجہ سے ۱۹۵۰ کے نامعقول صدارتی حکم نامہ کے تحت مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ مذہبی بنیاد پر غیر اخلاقی اور غیر قانونی تفریق برتتے ہوئے اس زمرے سے الگ رکھا گیا ہے۔ اس صدارتی حکم نامہ کے پیراگراف ۳ کے تحت پہلے صرف ہندو کہی جانے والی دلت ذاتوں کو مذہبی بنیاد پر ریزرویشن کا حق دار قرار دیا گیا تھا بعد میں اس میں سکھ اور بودھوں کو بھی شامل کرلیا گیا کیوں کہ ہندوؤں کی بالادستی بنائے رکھنے کی فکر رکھنے والے مفکرین سکھوں اور بودھوں کو بھی ہندو سماج کا حصہ بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان یا عیسائی فرقہ کے لوگ ہندو فکر اور ثقافت کا حصہ نہیں بن سکتے اس لئے ان کی دلت آبادی کو درج فرست ذاتوں کو ملنے والی مراعات سے محروم رکھا گیا ہے۔ ہندو بالادستی کی فکر رکھنے والے لوگ اس بات سے بھی ڈرے رہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں اور عیسائیوں کو بھی اس میں شامل کرلیا گیا تو ہندو دلتوں کی بڑی آبادی اپنا انسانی وقار حاصل کرنے کے لئے ہندو ہونے کا طوق اپنی گردن سے اتار پھینکے گی اور آسانی سے مسلمان یا عیسائی بن جائے گی۔ ابھی وہ صرف مراعات کے لالچ میں ہی ہندو بنی ہوئی ہے۔

سیکولر جمہوری ہندستان میں مسلمانوں (اور عیسائیوں) کے ساتھ مذہبی بنیاد پر برتی جانے والی یہ تفریق اور حقوق سے محروم کئے جانے کی یہ روش سراسر غیر قانونی ہے۔ اس ناانصافی کے خلاف قانونی بنیاد پر جدوجہد کو تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ جسٹس سچر کمیٹی اور جسٹس مشرا کمیشن و دیگر کئی تحقیقاتی و سفارشی کمیشنوں نے ایسے انتخابی حلقوں کی نشاندہی کر کے انہیں ریزرویشن سے آزاد کرنے کے لئے حد بندی کمیشن مقرر کرنے کی سفارش کی ہے۔ اس بنیاد پر زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا ایک عرصہ سے مہم چلائے ہوئے ہے۔ یو پی اے سرکار سے بھی اس گڑبڑی کو دور کرنے کے لئے حد بندی کمیشن مقرر کرنے کی اپیل کی جاتی رہی، موجودہ این ڈی اے حکومت کے سامنے بھی یہ مطالبہ بار بار پیش کیا جارہا ہے، ریاستوں میں بننے والی حکومتوں کو بھی برابر اس طرف متوجہ کیا جارہا ہے۔ لیکن اس جائز مانگ کو منوانے کے لئے بڑے پیمانے پر عوامی تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بڑی مسلم تنظیموں اور اداروں کے سربراہوں کو مشترکہ مہم چلانے کا فیصلہ لینا چاہئے۔

یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ ہمارا یہ مطالبہ درج فہرست ذاتوں کے حقوق کم کرنے کے لئے نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ درج فہرست ذاتوں کے لئے سیٹیں ریزرو کرنے میں ایمانداری سے نہیں بلکہ سازش سے کام لیا گیا ہے۔ سچر کمیٹی نے اپنی تحقیق میں یہ پایا تھا کہ ایک ہی صوبہ میں ایسے مقام کو ریزرو نہیں کیا گیا جہاں درج فہرست ذاتوں کی آبادی زیادہ ہے بلکہ اسے چھوڑ کر اس سیٹ کو ریزرو کردیا گیا جہاں ان کی

آبادی نسبتاً کم ہے اور مسلمانوں کی آبادی نسبتاً زیادہ ہے۔ لہٰذا سچر کمیٹی اور مشرا کمیشن کی سفارش یہ ہے اور یہی ہمارا مطالبہ ہے کہ زیادہ مسلم آبادی والی سیٹ کو چھوڑ دیا جائے تا کہ وہاں سے مسلم امیدوار کے منتخب ہونے کا امکان باقی رہے اور اس حلقہ کو ریزرو کر دیا جائے جہاں مسلمان کم ہیں اور درج فہرست ذات کی آبادی پہلے سے ریزرو حلقے کی نسبت زیادہ ہے۔

مثال کے طور پر اتر پردیش کے نگینہ پارلیمانی حلقہ میں مسلمانوں کی آبادی ۵۳ فیصد جبکہ درج فہرست ذاتوں کی آبادی صرف ۲۱ فیصد ہے اور رائے بریلی پارلیمانی حلقہ میں مسلمانوں کی آبادی صرف ٦ فیصد جبکہ درج فہرست ذاتوں کی آبادی ۲۹ فیصد ہے۔ لیکن ظلم یہ ہے کہ نگینہ کی پارلیمانی سیٹ درج فہرست کے لئے ریزرو ہے اور رائے بریلی کی آزاد ہے۔ اس طرح مسلمان نہ نگینہ سے منتخب ہوسکتا ہے نہ رائے بریلی سے ۔ بلکہ دونوں حلقوں سے ہندو (درج فہرست ذات) امیدوار ہی منتخب ہوگا۔ اسی طرح آسام میں کریم گنج پارلیمانی حلقہ میں مسلمان ۵۲ فیصد ہیں اور درج فہرست ذات ۲۹ فیصد، لیکن یہ سیٹ درج فہرست کے لئے ریزرو ہے۔ جب کہ آسام میں ہی ڈبروگڑھ و جورہٹ پارلیمانی حلقوں میں مسلمان ساڑھے چار تا پانچ فیصد ہیں لیکن ان میں سے کسی سیٹ کو ریزرو نہیں کیا گیا۔ یعنی یہ تو ہندوؤں (درج فہرست) کے لئے یقینی ہیں ہی، مسلمانوں کی سیٹ بھی ان کو ہی ملے گی۔ اس طرح متعدد ریاستوں میں پوری طرح سوچ سمجھ کر سیٹیں اس حساب سے ریزرو کی گئیں ہیں کہ مسلم نمائندگی کو کم سے کم کیا جا سکے۔ ریاستی اسمبلیوں کے حلقے بھی اسی طرح سے ریزرو کئے گئے ہیں، بلکہ وہاں تو اور بھی براحال ہے۔ ملک کے دارالحکومت دہلی کے اسمبلی حلقوں کو بھی اس چالبازی سے محفوظ نہیں رکھا گیا ہے۔ دہلی کی منگول پوری سیٹ پر درج فہرست ذاتوں کی آبادی زائد از ۴۴ فیصد ہے اور سیما پوری میں زائد از ۲۸ فیصد ہے۔ لیکن ۴۴ فیصد آبادی والی سیٹ کو چھوڑ کر ۲۸ فیصد آبادی والے حلقہ کو ریزرو کیا گیا کیوں کہ ۴۴ فیصد درج فہرست ذات آبادی والے حلقہ میں مسلمان ساڑھے چھ فیصد ہی ہیں اور وہاں وہ کوئی گل نہیں کھلا سکتے لیکن سیما پوری میں ان کی آبادی منگول پوری کے مقابلہ تین گنا زیادہ (۱۸ فیصد کے قریب) ہے، یہاں ان کا ووٹ فیصلہ کن ہے اس لئے یہاں ان کی طاقت کم کرنے کے لئے اس سیٹ کو ریزرو کیا گیا۔

اس کھلی نا انصافی کے خلاف زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا اپنی حد تک تو لڑائی لڑ رہا ہے، فاؤنڈیشن کی طرف سے اس سلسلے میں ایک آن لائن مہم بھی چلائی جارہی ہے، فاؤنڈیشن کے دفتر میں ایک خصوصی سیل بھی اس پر کام کر رہا ہے لیکن یہ لڑائی پوری ملت کو زوردار طریقہ سے لڑنی ہے۔ اس ایشو کو لے کر عوامی مظاہرے کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں ملک کے دوسرے انصاف پسند لوگ بھی ہماری حمایت میں ہیں۔ خود دلت قائدادت راج بھی اس مطالبہ کی تائید و حمایت کر چکے ہیں۔

سول سروسز امتحان ۲۰۱٦ء کے لئے زیڈ ایف آئی فیلوشپ ۲۰۱۵ کا اعلان

سرسید کوچنگ اینڈ گائڈنس سینٹر کے تحت سول سروسز امتحان کے لئے زیڈ ایف آئی فیلوشپ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ زیڈ ایف آئی فیلوشپ حاصل کرنے کے خواہش مند امیدوار ۲۰ اپریل ۲۰۱۵ تک اپنی درخواستیں جمع کر سکتے ہیں۔ یہ درخواستیں صرف آن لائن جمع کی جارہی ہیں۔ اس کے لئے زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا کی ویب سائٹ www.zakatindia.org پر 'سول سروس' کا بٹن کلک کریں اور آن لائن اپلی کیشن فارم بھریں۔

۲۰ اپریل تک درخواست دینے والے امیدواروں کو اپریل کے آخری سنیچر (25-4-2015) کو منعقد ہونے والے انٹرنس ٹسٹ میں بیٹھنے کی اجازت ہوگی۔ یہ ٹسٹ صبح ۹ بجے گاڈس گریس اسکول، ابوالفضل انکلیو (ڈی بلاک)، جامعہ نگر، نئی دہلی، ۲۵ میں منعقد ہوگا، (انشاءاللہ)۔ اس تحریری امتحان کا نتیجہ اسی دن شام کو ۷ بجے زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا کی ویب سائٹ پر پوسٹ کردیا جائے گا۔ ٹسٹ میں کامیاب ہونے والے امیدواروں کا انٹرویو اگلے دن (26-04-2015) صبح دس بجے سے فاؤنڈیشن کے دفتر واقع سی آئی ایس آر ایس ہاؤس، ۱۴، جنگ پورہ (بی)، متھرا روڈ، (راجدوت ہوٹل کے سامنے) میں ہوگا۔

اس طرح منتخب ہونے والے زیڈ ایف آئی فیلوز کو متعین شرائط کے ساتھ زکوٰۃ فاؤنڈیشن آف انڈیا اپنی معاون تنظیموں کی مدد سے سول سروس امتحان ۲۰۱٦ء کے لئے یکسوئی کے ساتھ تیاری کا موقع دے گا اور انہیں دہلی کے کسی بہترین کوچنگ انسٹی ٹیوٹ میں داخل کرائے گا۔

خواہش مند امیدوار اس سلسلے میں جملہ شرائط کا مطالعہ پہلے کرلیں۔ یہ شرائط پوری وضاحت کے ساتھ اعلامیہ میں موجود ہیں۔ یہ اعلامیہ ویب سائٹ کے علاوہ اس بلیٹن کے انگریزی حصہ میں بھی شائع کیا جارہا ہے۔

For extending these multiple offers the US President used the epithets like we 'want' to be your partner, we 'can' do these together, 'if' we're going to be 'true'global partners, 'with power comes responsibility', and so on.

Having said all this, he clarified that the basic purpose of his farewell address is to share with the people and the government of India the sine qua non for all this to happen. He displayed confidence that universal experience suffices our two countries to know what makes nations strong.

Going deeper into the seriousness of his proviso, Obama said that our nations are strongest when we see that we are all God's children - all equal in His eyes and worthy of His love. Across our two great countries we have Hindus and Muslims, Christians and Sikhs, and Jews and Buddhists and Jains and so many faiths. And we remember the wisdom of Gandhiji, who said, that the different religions are beautiful flowers from the same garden; branches of the same majestic tree.

Nonetheless, he regretted that no society is immune from the darkest impulses of man. And too often religion is used to tap into those darker impulses as opposed to benefiting from the light of God. He reminisced that three years ago in the American state of Wisconsin a man went to a Sikh temple and, in a terrible act of violence, killed six innocent people - Americans and Indians. And in that moment of shared grief, the two countries reaffirmed a basic truth that must again be done today - that all persons have the right to practice their faith how they choose and to do so free of persecution, fear and discrimination.

The peace we seek in the world begins in human hearts, Obama stirred up the people of India. It finds its glorious expression when we look beyond any differences in religion or tribe, and rejoice in the beauty of every soul, he continued. And nowhere is that more important than India, he forewarned. Nowhere is it more necessary for that foundational value to be upheld. 'India will succeed so long as it is not splintered along the lines of religious faith and is unified as one nation', he admonished us.

For that to happen, Obama prescribed the recipe: Do we act with compassion and empathy? Are we measured by our efforts - by what Martin Luther King called “the content of our character” rather than the color of our skin or the manner in which we worship our God? In both our countries, in India and in America, our diversity is our strength. And we have to guard against any efforts to divide ourselves along sectarian lines. And if we do that well, if America shows itself as an example of its diversity and yet the capacity to live together and work together in common effort, in common purpose; if India, as massive as it is, with so much diversity, so many differences, is able to continually affirm its democracy, that is an example for every other country on Earth. That's what makes us world leaders - not just the size of our economy or the number of weapons we have, but our ability to show the way in how we work together, and how much respect we show each other, Obama tipped us off.

He specifically appealed to the Indian youth, 'prejudices, stereotypes and assumptions - those are what happens to old minds; that's why young people are so important in these efforts'.

Obama had no qualms to observe that India and USA are not perfect countries. But the reason of his optimism about 'our future together', is that, despite our imperfections, our two nations possess the keys to progress in the century ahead. We vote in free elections. We work and we build and we innovate. We lift up the least among us, he reiterated. We respect human rights and human dignity, and it is recorded in our constitutions. And we keep striving to live up to those ideals put to paper all those years ago.

And we do these things because our moral imaginations extend beyond the limits of our own lives. And we believe that the circumstances of our birth need not dictate the arc of our lives.

Thus, the undisputedly most powerful world leader of today did not let diplomacy take the better of the American conscience and did not mince words to announce in unambiguous terms that the price of world leadership is a high level of genuine intra country religious harmony. Surely, this would have appealed to the statesmanship of PM Narendra Modi and the sagacity of all our peace loving people.

Obama's 'internal - peace' proviso to upgrade US - India ties

Dr. Syed Zafar Mahmood

Through his farewell address to the people of India, including a large posse of the youth - delivered at Siri Fort auditorium built in the yesteryear's campus of Alauddin Khilji's Fort in Delhi - US President Barack Obama clarified in no uncertain terms that his concurrence to lift the level and intensity of US-India relations to a higher orbit is patently conditional.

'My confidence in what our nations can achieve together is rooted in the values we share', Obama candidly announced and went on to elucidate this conditionality, 'in big and diverse societies like ours, progress ultimately depends on something more basic, that is how we see each other. We are strongest when we see the inherent dignity in every human being.'

Obama reminded the India that on 26th January, with the tricolor waving above, he joined it in celebrating the strength of its Constitution that begins with thepledge to uphold the dignity of the individual. He pointed out, 'Your Article 25 says that all people are equally entitled to freedom of conscience and the right to freely profess, practice and propagate religion'. Generations have worked to live up to these ideals and upholding this fundamental freedom is the responsibility of the government, as much as of every person.

He went on: Its important to realize how we treat each other, people who are different than us, how we deal with diversity of beliefs and of faiths. Every individual's dreams, their hopes, are just as important, just as beautiful, just as worthy as anybody else's. The point is that the aim of our work must be not to just have a few do well, but to have everybody have a chance, everybody who has the ability to dream big must have opportunity to reach its fulfillment. Our nations are strongest when we uphold the equality of all our people, he emphasized.

Obama was impressed to watch on Delhi's Rajpath 'the pride and the diversity of this nation'. He realized that the sight of an American President as chief guest on India's Republic Day would have once seemed unimaginable. But 'my visit reflects the possibilities of a new moment'. He believes that the relationship between India and the United States can be one of the defining partnerships of this century and 'today, I want to speak directly to you - the people of India - about what I believe we can achieve together, and how we can do it.

Obama recapitulated the cherished conviction of Mahatma Gandhi and Martin Luther King in the 'struggle for justice and human dignity' and the belief of Swami Vivekananda in the 'divinity in every soul and the purity of love'. Under their inspiration both USA and India threw off colonialism and created constitutions that began with the same three words “We the people' and, consequently, kept on climbing up the stairs of progress including trips to the Moon and Mars. Indians and Americans are some of the hardest working people on Earth, he noted, and that America has the largest Indian diaspora in the world, including some three million Indian-Americans.

For all these reasons, he hoped, America can be India's best partner. However, he cautioned, 'Only Indians can decide India's role in the world. So here in New Delhi, Prime Minister Modi and I have begun this work anew. America wants to be your partner as you lift up the lives of the Indian people' and provide greater opportunity be it civil nuclear agreement, more electricity for Indians, better technology, renewable energy, cleaner vehicles on the road, more filtration systems on farms and villages, young healthy people, more trade and investment, new infrastructure, roads, airports, ports, bullet trains, smart cities, increased collaboration between our colleges and universities, encourage young entrepreneurs who want to start a business,take measures against human trafficking, confront the challenge of climate change, ensure our mutual security, stronger defense and enunciate greater role for India in the Asia Pacific. As icing on the cake, Obama expressed his intention to support a reformed United Nations Security Council that includes India as a permanent member.

ii) For accommodation, to be provided by ZFI, each male ZFI Fellow will have to pay ZFI at the subsidized rate of Rs. 2,000/- per month. Full amount of Hostel charges for 20 months (Rs.40,000/-) will have to be deposited through bank draft payable in New Delhi in advance at the time of registration before joining the Fellowship.
iii) In the gentlemen's hostel, the kitchen is equipped with gas cylinder, cooking utensils and a cook. The cooking material has to be jointly and mutually funded by the ZFI Fellows.
iv) Lady ZFI Fellows will be provided food from the hostel against payment.

6. Security Deposit:
In addition, at the time of registration before joining, each candidate will have to deposit a bank draft of Rs. 25,000/- favoring ZAKAT FOUNDATION OF INDIA payable at New Delhi as security deposit, returnable not earlier than 31 May of the year that falls two years after the year during which the selected ZFI Fellow joins ZFI. Behind the bank draft please write the candidate's full name & parent's names.

7. Affidavit:
Each ZFI Fellow will have to file an affidavit with ZFI, as per prescribed contents.

8. Financial Assistance for Coaching
Taking into consideration the candidate's and his/her financial capacity, ZFI will sponsor the coaching fees to the maximum extent of ninety **percent of the net amount payable by ZFI to** any coaching institute. The balance amount will be deposited in advance (with the ZFI) by the ZFI Fellow. In case the ZFI agrees also to sponsor the Test Series, this percentage will come down to eighty.

9. ZFI's decision is final
By applying for ZFI Fellowship the candidate is presumed to accept the condition and solemnly affirm that in all matters the decision of ZFI shall be final and binding on him/her.

10. Sanction against non-compliance:
In case a candidate, after his/her selection, ever refuses to comply with any of these requirements, his/her security in the form of bank draft shall be forfeited in addition to any other fine/penalty leviable by ZFI none of which shall be questioned in any administrative/legal/judicial proceeding.

11. Welcome on board:
The ZFI Fellows are required to select the coaching institutes as per their optional subject requirement and inform the details through email at civilservices@zakatindia.org within ten days. These candidates are taken under the joint guidance and supervision of Zakat Foundation of India, Aishabai Trust and Interfaith Coalition for Peace in order to help them properly prepare for the Preliminary, Mains, and Interview for Personality Test for the UPSC Civil Services Examination. They are expected to treat themselves not as guests of ZFI. Instead, they would do their best to ensure that this short association of 20 months or so turns into an asset for both.

ZFI President Dr. S. Zafar Mahmood Addressing at South India NGOs Conference in Bangalore on 14 March 2015

Vol. 6 January - March 2015 Issue 1

Allah Helps Those Who Help His Cause

Zakat India

Periodical Bulletin of Zakat Foundation of India

APPLICATION PROCEDURE OPEN FOR SELECTION OF ZFI FELLOWS 2015 CIVIL SERVICES EXAM 2016

ONLY ONLINE APPLICATION FORM Deadline for applying online: 20 April 2015, midnight

TERMS OF ZFI FELLOWSHIP

1. Selection Procedure

On the last Saturday of April every year, an All India Level Entrance Test is held from 9 am onward at God's Grace School (North Campus), Abul Fazal Enclave (D Block), Jamia Nagar, New Delhi 110025.

Result of this written test is declared the same evening by 7 pm at www.zakatIndia.org Short-listed candidates are interviewed the next day (last Sunday of April) from 10:00 am at CISRS House, 14 Jangpura-B, Mathura Road, Opp. Rajdoot Hotel, New Delhi.

2. How To Apply

(a) Technical Graduates in (medicine, engineering, Chartered accountancy, law, and the like) and Post graduates in any field, aged 19-24 years (as on 01 Sept of the year in which the UPSC Prelim Exam will be held for which the selection procedure is organized) are invited to apply online only. The deadline for online application expires at midnight on the Monday falling immediately before the last Saturday of April. No monetary allowance is admissible for appearing at the test and interview.

3. Selection Procedure

Candidates have to appear (in English medium only) for written test of 1 hr 15 minutes and interview as follows:

(A) Written:

(I) General Studies & Aptitude 100 Marks (on the pattern of UPSC Cvil Services Prelims Exam)

(ii) Essay - 150 words 50 Marks

(B) Interview 50 Marks

Please paste one passport size recent photograph on a printout of the email information that's received by you from ZFI in respect of the selection procedure and also sign this paper. This will be your admit card.

Also bring a Govt issued ID proof (Adhaar Card, Election Card, Passport or Driving License).

The selected candidates are required as follows:

4. Joining

a) To report to ZFI office at CISRS House, 14 Jangpura-B, Mathura Road, New Delhi 110014 at 10 am in June or July next on a date to be notified to the selected candidates.

Depositing the Originals

b) To deposit all their original marksheets plus certificates and degrees with ZFI - from matriculation to post-graduation. These will be returnable on or after 31 May of the year that falls two years after the year during which the selected ZFI Fellow joins ZFI.

c) If, for any reason, a candidate needs that any or all of the degrees/certificates be returned to him/her earlier, then the entire amount incurred on his/her coaching & residence by ZFI shall be refunded by him/her to ZFI before any of the degrees/marksheets/certificate can be returned to him/her. Also, for this purpose, application shall be emailed to ZFI in prescribed form.

d) Please bring 2 passport size recent photographs and

e) A copy of the Govt issued ID proof (Adhaar Card, Election Card, Passport or Driving License) duly signed by yourself.

5. Hostel:

I) In New Delhi, the ZFI Fellows will have to compulsorily live in the accommodation provided by ZFI.